رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۸

261

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۱ - دسمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۵ صفر ۱۳۳۶ھ | نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں۔ منتظمین جلسہ نہایت سرگرمی سے انتظام میں مصروف ہیں۔

سالانہ جلسہ

اس دفعہ سالانہ جلسہ ۲۵ تا ۲۹ دسمبر پانچ دن ہونا قرار پایا ہے احباب کرام کو چاہئے۔ کہ ۲۴ - تاریخ کی شام تک وہ قادیان دار الامان میں پہنچ جائیں۔

اس دفعہ مستورات کا جلسہ خاص اہتمام کے ساتھ الگ ہوگا۔ جس میں مستورات کی تقریروں کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی دو تقریریں فرمائیں گے۔

اخبار احمدیہ

مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کا ایک خط

مولوی حسن موسیٰ خاں صاحب افغان آسٹریلیا نے جب حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت کی۔ تو حضور کی طرف سے جواب میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ خط لکھا تھا۔

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ۴ - ستمبر کا پہنچا۔ اور سابق ازیں آپ کے بھائی صاحب محمد ابراہیم خان صاحب سے آپ کا ذکر خیر اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے حضرت اقدس آپ کے اخلاص اور محبت اور خدا داد فہم رسا سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو دینی اور دنیاوی برکت دے۔ اور آپ کے ہدایت اور تبلیغ سے بہتوں کو فائدہ دے۔ اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کرے۔ آمین۔

درخواست بیعت آپ کی حضرت نے قبول فرمائی ہے آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ استغفار کثرت پڑھتے رہیں۔ تقویٰ طہارت اللہ رسول کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کریں۔ نمازوں میں اور رات کو تہجد میں دعائیں کریں۔ اور یقینًا یاد رکھیں کہ دونوں جہان کے خزانے صرف خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کو چاہے دے دے۔ اور جس سے چاہے وہ رد کردے۔ اسی کی طرف انگیز اسی سے امید رکھیں۔ اسی سے ڈریں۔ اپنا کامل توکل اور بھروسہ اسی پر رکھیں۔ حضرت اقدس کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اور ہم کو اس بات سے بہت خوشی ہے کہ

کہ خدا تعالیٰ نے ایسے دور دراز اور اجنبی ملک میں اس سلسلہ کی سچائی اور صداقت کو کس طرح آپ کے دل پر کھول دیا ہے۔ یہ محض اس کا فضل ہے۔

چونکہ بیعت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ دینی کو حسب استطاعت نہ اس قدر کہ اکراہ ہو۔ مالی امداد دے۔ اس لئے آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ حسب توفیق چندہ ماہواری کنگر و مدرسہ میں امداد دیں۔ والسلام مع الاکرام خط کی رسید سے مطلع فرمادیں۔ ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء قادیان

آپکے بھائی صاحب کو کچھ کتابیں ارسال کی گئی ہیں۔ کہ وہ آپ کو ارسال کردیں۔ خاکسار عبد الکریم کاتب خطوط

اس خط کے متعلق صوفی صاحب لکھتے ہیں:۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس خط مرقومہ ۳۔ اکتوبر کے دن جس میں مالی امداد کا حکم لکھا ہے۔ اس دن یعنی ۳۔ اکتوبر کو عاجز کے دل میں روپیہ روانہ کرنے کی تحریک ہوئی۔ اور اسی روز یعنی ۳۔ اکتوبر کو عاجز نے رقم اشلنگ منی آرڈر کے ذریعہ روانہ کردیئے۔ نقل منی آرڈر عاجز کے پاس اب تک محفوظ ہے۔ خط قادیان شریف میں لکھا جارہا تھا۔ اور تحریک عاجز کے دل میں بمقام بروکن ہل ہوئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

امرائے پیام پٹیالہ میں

پیغامیوں کا پٹیالہ میں یکم دسمبر کو جلسہ ہوا۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ماسٹر صدر الدین صاحب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ کے لیکچر ہوئے۔ مولوی عبد الصمد صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے امام الزمان کے عنوان سے تقریر کی۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب نے ختم نبوت پر تقریر کی اور حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف یہ بات منسوب کی۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی یعنی صاحب شریعت نبی مانتے ہیں اس کے متعلق جب غلط فہمی دور کرنے کے لئے بولنے کی اجازت مانگی گئی تو ماسٹر صادق علی صاحب بڑی محنت سے روک دیا۔ حیرت ہے کہ جب پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پٹیالہ میں تشریف لے گئے تھے۔ اور نہایت تنگ وقت میں۔ ایک تقریر فرمائی تھی۔ اس وقت ماسٹر صاحب نے باوجود وقت کی قلت کے معلوم ہونے کے جب کچھ پوچھنے کی اجازت چاہی۔ اور کہا گیا کہ خدام میں سے جس سے چاہو گفتگو کرلو حضرت صاحب کو فرصت نہیں ہے۔ اس وقت تو انھوں نے بہت شور مچایا۔ حالانکہ وہ کوئی ایسا جلسہ بھی نہ تھا۔ لیکن اب جبکہ ان لوگوں کا باقاعدہ جلسہ تھا اور اس میں ہم پر حملے اور اعتراض کئے گئے تھے۔ ان کا جواب دینے کے لئے موقعہ نہ دینا۔ اور اس میں ماسٹر صادق علی کا ہی رکاوٹ ڈالنا کمال کی دینداری اور تقوےٰ شعاری ہے۔ کاش یہ لوگ اپنے طرز عمل کو دیکھیں۔

نماز جنازہ

مولانا غلام احمد صاحب اختر اوچ سے لکھتے ہیں کہ میاں قادر بخش صاحب احمدی فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

پرورش کے لئے ایک یتیم لڑکی کی ضرورت

حضرت ام المومنین پرورش اور تربیت کے لئے کسی ایسی احمدی یتیم لڑکی کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہیں۔ جس کی ماں بھی زندہ نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسا وارث ہو۔ جو پیچھے اس کا دعویدار ہو جائے۔ عمر قریباً چھ سات سال ہو۔ احباب کسی ایسی لڑکی کی تلاش کرکے بہت جلدی حضرت ام المومنین کو اطلاع دیں۔ کیا ہی خوش قسمت ہوگی وہ لڑکی جس کی قسمت میں یہ سعادت لکھی گئی ہو۔

تاجر توجہ کریں

سٹیشن بی بی۔ اینڈ سی آئی آر۔ پوسٹ وہیرا تعلقہ بسین ضلع تھانہ علاقہ بمبئی میں احمدی مبلغ حکیم خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب احمدی مقیم ہیں۔ اگر کسی احمدی کو بیپار کے لئے پان سبھائیں کے کیلے و جنوبی کوکن کا پھٹس وکاجو دپونا کے انجیر وناسک کے انگور کی ضرورت ہو تو رقم پیشگی روانہ کرنے سے جس سٹیشن پر چاہیں پہنچ سکیگا۔ اور بذریعہ خط وکتابت حساب بھی صاف رہیگا۔ مگر پچیس روپے سے کم کے آرڈر کی تعمیل ذرا مشکل ہوگی۔ باربرداری پارسل لگیگی

خرچ کے ماسوا احمدیوں سے ار کمیشن فی روپیہ لیا جاویگا اور ۲ر کمیشن غیر احمدی صاحبوں سے لیا جاویگا۔ جو صاحب چاہیں منگوالیں۔

ایک بھائی کی امداد کی ضرورت

ہمارے ایک احمدی بھائی جو فوج میں ملازم ہیں لکھتے ہیں کہ یہاں مجھے بوجہ احمدی ہونے کے لوگ بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور میری تکلیفیں حد سے بڑھ گئی ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسی چھاونی میں چلا جاونگا۔ جہاں احمدی بھائی ہوں۔ پس اگر کوئی بھائی ان کی مدد کرسکیں تو خاکسار ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں میں انھیں انکا نام

بقیہ مضمون صفحہ ۴

کی مثال پر عمل کرتے ہوئے۔ ایک ایسی بات پیش کریں جس کا ان کے مذہب کو دعویٰ ہی نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم اسلام کو الہامی کتاب قرآن کریم سے ایک نہیں۔ بلکہ متعدد ثبوت ایسے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں جن سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اسلام نے تمام دنیا کے لئے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اگر اسلام کے سوا کسی اور مذہب کے پیرو اپنی الہامی کتاب سے اپنے مذہب کے عالمگیر ہونیکا دعویٰ ہی پیش کرسکیں۔ تو اسی سے ڈگری اسلام کے حق میں ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی پیش کردے حالانکہ اس کی کوئی امید نہیں ہے۔ تو پھر اس مذہب کے اصول اور قواعد کو پرکھا جائیگا۔ کہ آیا وہ اس قابل بھی ہیں یا نہیں۔ کہ تمام دنیا کے لوگ اس پر عمل پیرا ہوسکیں ایسا پرکھ پر اسلام کے سوا اور کوئی مذہب پورا نہیں اتر سکیگا۔ اور اسلام ہی تمام دنیا کے لئے۔ قابل عمل مذہب ثابت ہوگا۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔

پس یہ وہ طریق ہے جس سے اسلام عالمگیر مذہب ثابت ہوسکتا ہے۔ اور جو ہماری طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس طریق پر فیصلہ کے لئے تیار ہو تو ہم اس کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کو بھی یہی طریق پیش کرنا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ "مسلم" کی غلط تعریف گھڑ کر کہیں کے کہیں نکل گئے۔ اور خواہ مخواہ لوگوں کو "مسلم" قرار دیکر اسلام کو غلط طریق سے عالمگیر مذہب ثابت کرنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۱- دسمبر ۱۹۱۷ء

شمولیت جلسہ کیلئے تیار ہو جائیے

مبارک ہو ان کے لئے جو مرکز احمدیت کی الفت اپنے سینہ میں رکھتے ہیں۔

خوشخبری ہو ان کے لئے جو مسکن مسیح موعود کو منبع برکات الٰہی سمجھتے ہیں۔

مژدہ ہو ان کے لئے جو آرامگاہ رسول کو روحانی تسکین کا موجب قرار دیتے ہیں۔

بشارت ہو ان کے لئے جو قادیان دارالامان کو خدا کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان یقین کرتے ہیں۔ کہ خدا کے مرسل اور ان کے آقا۔ مخلوق کے ہادی اور دنیا کے راہ نما کے مقرر کردہ وہ دن قریب آرہے ہیں۔ جن میں ان کے ایمان تازہ دل شادمان۔ آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرت اندوز ہوا کرتے ہیں۔

پس اے فدائیان احمدیت و عاشقان دین متین اپنی منتظر آنکھوں۔ اور مضطرب دلوں کو تسلی دو۔ کہ وہ وقت نزدیک آگیا ہے۔ جبکہ تمھیں کوچہ یار کا فرحت آثار دیدار نصیب ہوگا تمھیں ان گلیوں اور رستوں پر چلنے کا موقع حاصل ہوگا۔ جن کو خدا کے برگزیدہ حضرت احمد رسول اللہ کی پابوسی کا مدتوں شرف حاصل رہا۔ تمھاری آنکھیں اس مسجد۔ مبارک مسجد کو دیکھینگی۔ جس کے بارے میں خدائے قدوس نے مبارک مبارک کل امر یجعل فیھا مبارک کی بشارت عظیمہ فرمائی ہوئی ہے۔ تمھیں خدا کا وہ گھر نظر آئیگا جس میں منارۃ البیضا کا عظیم الشان اور بڑی بڑی بشارتوں کا موجب نشان کھڑا ہے۔ اور جو اپنی برکت اور عظمت کے لحاظ سے مسجد اقصیٰ کا نام پا چکا ہے اور انہی مساجد میں تمھیں اپنے خدائے یگانہ کے آگے جبین نیاز خم کرنے کی توفیق حاصل ہوگی جن میں برسوں خدا کے مامور اور نبی نے اپنے خالق حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ پھر تمھیں اس بہشتی مقبرہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ جس میں تمھارا حبیب آرام کر رہا ہے۔ اور جس کے بارے میں یہ ارشاد ربانی موجود ہے۔ کہ انزل فیھا کل رحمۃ

پس اے احمدی کے لقب سے ملقب ہونے والے خوش قسمت دوستو۔

اے خدا کے ایک عظیم الشان نبی کے قبول کرنے کی سعادت پانے والے۔ بیدار بخت بھائیو۔

اے آسمانی نور سے منور ہونے کا شرف رکھنے والے سعادت مند عزیز و مستعد ہو جاؤ۔ کہ تمھیں اپنی زندگی میں۔ ایک بار پھر موقعہ نصیب ہوا ہے۔ تم اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ ایقان کو بڑھالو۔ اور یأتیک من کل فج عمیق کا نظارہ خود دیکھو۔ اور دوسروں کو دکھاؤ۔ تمھیں کیا معلوم۔ کہ آئندہ سال اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے تم زندہ رہو گے۔ یا اپنے معبود حقیقی سے جا ملو گے۔ پھر کیوں نہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھالو۔

کیا تمھیں یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ جلسہ کے بابرکت ایام قادیان کی پاک سرزمین پر کیوں طلوع کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں تم خوب جانتے ہو۔ کہ یہ اس لئے آتے ہیں۔ تاکہ اس برگزیدہ خدا کے منھ سے نکلے ہوئے الفاظ کی تصدیق کریں۔ جس نے اس تیرہ و تار زمانہ میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچایا — اور جس کی مسیحا نفسی کے تم چلتے پھرتے بولتے چالتے زندہ ثبوت موجود ہو۔ پھر کیا تمھارا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ جلسہ کے ایام کو بارونق اور پر شوکت بنانے کے لئے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر مرکز میں جمع ہو جاؤ ضرور ہے۔ اور تم اس کی بجا آوری کی سعادت حاصل کرو گے۔ لیکن ہمیں بھی تو اس فرض کی یاد دہانی کرا کر ثواب حاصل کرنا ہے۔ اس لئے آپ کی سمع خراشی کا موجب بنتے ہیں۔

دنیادار متاع دنیا جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ دنیاوی عزت اور بڑائی حاصل کرنے کی کوششوں میں مشغول ہیں۔ اس چندروزہ زندگی کی دلفریب الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان ایام میں ان کے بھی جلسے ہونگے۔ وہ بھی جمع ہونگے۔ لیکن اے وہ لوگو جنھوں نے ایک برگزیدہ خدا کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا پکا عہد کیا ہے۔ تمھارا جلسہ اور تمھارا اجتماع ان سب سے نرالا ہوگا۔ تم ان جذبات اور خیالات کو دکھاؤ گے۔ جو محض خدا اور اس کے رسول کے لئے۔ اور اس کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کے لئے ہونگے۔ تمھاری آنکھیں ان نشانات کو دیکھینگی جو خدا کی ہستی کا ثبوت اس کے نبی کی صداقت کی دلیل اور اس کے فرستادہ کے برحق ہونے کی علامت ہیں۔ تمھارے دل اس خوشی اور فرحت سے بہرہ اندوز ہونگے۔ جو خداتعالیٰ کی قدرت کے جلوے اور مظاہر دیکھنے کی اہلیت رکھنے والوں کو ہوا کرتی ہے۔ پس تم اس بستی ہاں خداتعالیٰ کی اس برگزیدہ بستی میں آنے کے لئے تیار ہو جاؤ جس میں یہ سارے نشانات موجود ہیں۔ اور جس میں وہ نور ظاہر ہوا ہے۔ جس نے اکناف عالم میں اجالا کر دیا۔ اور تمھارے سینوں کو ایمان کی روشنی سے بھر دیا ہے

اس وقت تک جس قدر سالانہ جلسے ہو چکے ہیں ان میں آپ لوگ جس جوش و خلاص کے ساتھ شریک ہوتے رہے ہیں۔ اور ہر بار پہلے کی نسبت جس کثرت سے شامل ہوتے رہے ہیں۔ وہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے دلوں میں دیار محبوب کی زیارت کا جذبہ۔ خداتعالیٰ کے نشانات دیکھنے کا شوق۔ اس کے مسیح کی صداقت کی علامات ملاحظہ کرنے کا ولولہ روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ اور ہر سال جو تم پر گذرتا ہے۔ وہ تمھیں پہلے کی نسبت زیادہ مشتاق اور محو آرزو بنا دیتا ہے۔ پس اب جبکہ ایک اور سال تم پر گذر چکا ہے۔ اپنی اس اخلاص مندی

اور جوش دینی کا ثبوت دیجئے - جو آپ کو مرکز سلسلہ سے ہے - اور جس کے اظہار کا سارے سال میں تمھیں صرف ایک ہی دفعہ موقعہ حاصل ہوتا ہے - ابھی سے طیار ہوجایئے - اپنے لواحقین جن میں سے تمھاری بیوی بچوں کا تم پر سب سے زیادہ حق ہے - ان کو تیار کیجئے - اپنے دوستوں اور شناساؤں کو آمادہ کیجئے - اور سے

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

کا دل خوش کن اور فرحت افزا منظر تیار کرنے میں شامل ہوجایئے -

خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے - اور آپ کے رستہ میں کوئی ایسی روک حائل نہ ہو - جو جلسہ میں شامل ہونے سے مانع ہوسکے - تا تم اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے کی سعادت حاصل کرسکو -

اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کرنیکا طریق

معاصر وکیل امرتسر میں جناب مولوی الف دین صاحب وکیل کیمل پور کا ایک مضمون بعنوان "دنیا کا عالمگیر مذہب" لالہ ہنسراج صاحب آریہ کے لیکچر کے متعلق شائع ہوا ہے - جس میں مولوی صاحب موصوف نے ان تاریخی غلطیوں پر اچھی روشنی ڈالی ہے جو لالہ صاحب موصوف نے اپنے لیکچر میں کی تھیں - لیکن افسوس کہ ایک مذہب کے عالمگیر ہونیکا جو اصل پیش کرکے انھوں نے اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے - وہ اگرچہ اسلام کی تعلیم کا ایک عظیم الشان جزو تو ہے - لیکن صرف اسی تک اسلام کو محدود کرنا درست اور صحیح نہیں ہے -

چنانچہ وہ قرآن کریم کی چند ان آیات کو جن میں خدائے واحد کی ہی عبادت کی تلقین اور شرک سے باز رہنے کی تاکید کی گئی ہے - پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"یہ وہ مکمل اور مختتم تعلیم ہے - جس کے زیر اثر ہندوستان میں شنکراچارج ۷۸۸ء تا ۸۲۰ء وجودی اور اس کے سو سال بعد راماننج شہودی اور بعد ازاں راماننداسی بنارسی - اور پھر راماننند کا شاگرد بھگت کبیر موحد نے نغمہ توحید اس جوش و خروش سے گایا کہ تمام شہر میں اس کی دھاک بندھ گئی - بنگال میں چیتن اور پنجاب میں حضرت گرو نانک چند صاحب موحد پیدا ہوئے جو اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر توحید کا وعظ کرتے رہے"

اس کے بعد حضرت گرو نانک کے اس چولہ کا ذکر کرتے ہوئے جس کی نسبت دنیا کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ علم ہوا ہے - نو تھر کا اسلامی تعلیم سے فیض یاب ہونا بتاکر لکھا ہے کہ

"گرو نانک کے بعد راجہ رام موہن رائے - پھر کیشب چندرسین - وہ بزرگوار ہیں جو توحید سے مستفیض ہوئے - اول الذکر بزرگ نے تحفۃ الموحدین ایک کتاب لکھی - جو بہت مشہور رہی - یہ دونوں بزرگ پکے موحد تھے - پھر ۱۸۷۰ء میں میری چشم دید بات ہے کہ سوامی دیانند صاحب وارد لاہور ہوئے - اور اسلامی اثرات سے متاثر ہو کر بت پرستی کی مخالفت کی - مگر افسوس ہے کہ انھوں نے مادہ اور روح کو بھی ازلی اور ابدی مانا جس کی وجہ سے خدا کی صفت خالقیت کو محدود کر دیا - یہ بزرگوار سب کے سب مسلم ہیں"

ہم نہیں سمجھتے کہ مولوی صاحب موصوف نے سوائے حضرت بابا نانک کے جن کے متعلق تمام اسلامی شعار کا پابند ہونا ثابت ہے - باقی لوگوں کو کیونکر مسلم قرار دیا ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کے رو سے مسلم کی صرف یہی تعریف نہیں ہے کہ جو خدا کو ایک سمجھے وہ مسلم ہے -

بلکہ مسلم ہونے کے لئے اس کے علاوہ اور عقائد پر ایمان رکھنا - ان تمام احکام کی پابندی کرنا لازمی اور ضروری ہے - جو اسلام نے بیان کئے ہیں - اور اسلام اسی انسان کا نام مسلم رکھتا ہے - جو خدا کی وحدانیت کا قائل ہونے کے ساتھ ہی ملائکہ کتب سماوی - انبیا - اور حشر و نشر کے متعلق بھی پورا پورا اور اسی طریق سے یقین رکھے - جو اسلام نے بیان کیا ہے - درحقیقت مولوی صاحب نے اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کرنے کے لئے یہ اصل اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے کہ صرف خدا کو ایک ماننا مسلم ہونے کے لئے کافی ہے - اور جو لوگ ایک خدا کا زبانی اقرار کرنے والے ان کو نظر آتے ہیں - انہیں مسلم کہہ دیا ہے - حالانکہ یہ اصل بالکل غلط اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے - پھر اس سے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا بھی تو ثابت نہیں ہوسکتا - کیونکہ یہ بات تو ہر اس مذہب والا اپنے مذہب کے عالمگیر مذہب ہونے کے متعلق پیش کرسکتا ہے جس میں خدا کے ایک ہونے کی تعلیم پائی جاتی ہے - اور اسلام سے پہلے کے مذاہب کے ماننے والے تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے یہ تعلیم ہمارے ہی مذہب سے اخذ کی ہے - چنانچہ آریہ صاحبان اکثر یہی کہا کرتے ہیں -

پس یہ اصل جو مولوی صاحب نے مقرر کیا ہے - کسی کے مسلم ہونے کے لئے کافی نہیں ہے - اور نہ ہی اس سے اسلام عالمگیر مذہب ثابت ہوسکتا ہے - پھر خواہ مخواہ ایسے لوگوں کو مسلم قرار دینا جنہیں سوائے اسلام کے ایک اصل کا اقرار کرنے کے باقی تعلیم سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہا - اور نہ انھوں نے اپنے آپ کو اسلام کا پابند قرار دیا ہے - ایک ایسی زبردستی اور سینہ زوری ہے جو مذہبی معاملات میں ہرگز جائز اور روا نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کرنے کے لئے کبھی ایسی زبردستی کی ضرورت ہے -

اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کونسا مذہب عالمگیر ہے - ایک آسان صورت ہے - اور وہ یہ کہ روئے زمین کے وہ تمام مذاہب جن کے پیرؤوں کو ان کے عالمگیر ہونیکا دعوے ہے - سب سے پہلے اس دعوے کو اپنی الہامی کتاب سے پیش کریں - اور جب ان کی الہامی کتاب میں یہ دعویٰ پایا جاوے کہ وہ تمام لوگوں کے لئے ہے - تب ان کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا - ورنہ ان کو کوئی حق نہیں کہ مدعی سست اور گواہ چست

درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

سورہ ہود رکوع ۴

(بقیہ ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء)

ایک سوال اور اس کا جواب حضرت نوح علیہ السلام کے اس اجتہاد کے متعلق ایک سوال ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان سے خدا نے کوئی وعدہ تو کیا نہیں تھا۔ بلکہ ایک حکم دیا تھا کہ احمل فیہا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن آمن کہ تو ان کو کشتی میں داخل کرے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ نہ خدا نے ان سے کوئی وعدہ کیا تھا۔ اور نہ کوئی پیشگوئی تھی۔ جس کے سمجھنے میں انہیں غلطی لگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خود حضرت نوحؑ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں وان وعدک الحق۔ کہ تیرا وعدہ ضرور سچا ہے۔ پس اگر یہاں ایسے الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے کسی وعدہ کا پتہ لگے۔ بلکہ ایک حکم معلوم ہوتا ہے۔ تو بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنے ساتھ خدا کا کوئی وعدہ سمجھا تھا۔ جب ہی تو وہ اس وعدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ وہ سچا ہے۔

اب یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان سے ایک وعدہ ہو۔ مگر کسی اور طرح پر ہو۔ اور انہیں اس کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہو۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ان سے خدا کا بالکل کوئی وعدہ ہی نہ ہو۔ اور وہ اپنی طرف سے ہی اس کو وعدہ قرار دے رہے ہوں۔ پھر اگر انہوں نے۔ یونہی وعدہ بنا لیا تھا۔ حالانکہ خدا نے ان سے کوئی وعدہ نہ کیا تھا۔ تو خدا کو تو نہیں دھوکہ لگ سکتا تھا۔ وہ جواب میں کہہ دیتا کہ میں نے تو تم سے کوئی وعدہ ہی نہیں کیا۔ پھر اس وقت اس کے خلاف ہونے کے کیا معنی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے۔ یہ جواب نہیں دیا بلکہ اس وعدہ کو قبول کیا ہے۔ اور یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ اس لڑکے کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے تیرے اہل سے نہیں ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تجھ سے ہمارا وعدہ تو ہے۔ اور وہ سچا ہے۔ لیکن جس طرح تم نے سمجھا ہے اس طرح نہیں بلکہ۔ تمہارے اہل کے بچانے کے متعلق ہے۔ اور یہ چونکہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ اس لئے ہلاک کیا جائیگا۔

پس اس سے معلوم ہو گیا کہ ایک نبی بعض اوقات ایک پیشگوئی کو ایسے رنگ میں سمجھ لیتا ہے۔ جو اصل میں درست نہیں ہوتا۔ اور اس کی حقیقت اس وقت تک اس پر نہیں کھلتی۔ جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتی۔ اور پھر اس وقت بھی وہ اس پر سوال کرتا ہے۔ اور جواب ملنے پر اس کی تسلی ہوتی ہے۔

حضرت نوحؑ کا یہ واقعہ ان کی کسی خواب یا کشف کی بنا پر نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی کے متعلق ہے۔ جس کے سمجھنے میں ان سے غلطی ہو گئی۔ اور خدا نے ان کو سمجھایا۔ پس جب حضرت نوح کے متعلق ایسا ہوا۔ اور وہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ تو جب حضرت مسیح موعود نے بعض پیشگوئیوں کو اجتہادی طور پر کسی اور طرح قرار دیا ہے تو آپ پر کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے۔

(۳- دسمبر ۱۹۱۷ء)

حضرت نوحؑ کی دعا جب حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس بات پر آگاہ فرمایا۔ کہ اس پیشگوئی کے جو معنی تم سمجھے تھے وہ غلط ہیں۔ اور درحقیقت اس الہام کے اور معنی ہیں۔ تو پھر انہوں نے خدا کے حضور یہ دعا کی۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس بات کی کہ کبھی تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اس دعا سے پتہ لگتا ہے کہ انبیاء کو کس قدر خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور کتنا ادب و احترام ان کے مدنظر ہوتا ہے یہاں اگر کوئی اور ہوتا۔ جس کو حضرت نوح جتنی معرفت نہ ہوتی۔ تو وہ صرف یہی کہتا کہ حضور اب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ لیکن حضرت نوحؑ نے جو کچھ کہا۔ وہ اور ہی شان رکھتا ہے۔ اور اس میں خدا کی شان اور عظمت کو جس اعلیٰ طریق سے پیش نظر رکھا گیا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انبیاء اور دوسرے لوگوں میں خدا کی معرفت کے متعلق کس قدر فرق اور امتیاز ہوتا ہے۔

انبیاء کی معرفت کئی نادانوں کو انبیاء کے اس قسم کے الفاظ سے دھوکہ لگ

جاتا ہے۔ اور ان کو سے گروہ انبیاء کی ذات پر حملہ کرنے لگ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے اس شعر کو کہ ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں + ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

غیر احمدی پیش کر کے کہتے ہیں کہ جب ان کا خود اقرار ہے۔ کہ میں انسانوں کے لئے عار ہوں۔ اور جائے نفرت ہوں۔ تو پھر کیوں کر ان کو پاک اور خدا کا برگزیدہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ کیا جانیں کہ جس مقام پر انبیاء خدا کے جلال اور شان کو دیکھتے ہیں وہ واقعی ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو جتنا بھی کمتر قرار دیں اتنا ہی درست ہوتا ہے۔ اور یہ ان کی کامل معرفت۔ اور خدا تعالیٰ کی اصل شان سے آگاہ اور واقف ہونے کی علامت ہوتی ہے۔

حضرت نوحؑ نے کیا اچھی اور اعلیٰ درجہ کی دعا کی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ کہتے کہ آئندہ میں ایسا نہیں کرونگا۔ یہ کہتے ہیں کہ اے خدا مجھ پر ایسا فضل کر کہ میں کبھی کوئی ایسا سوال نہ کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

کیسے سوال کرنے سے پناہ مانگی

اس کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ سوال تو کیا ہی اس بات کے متعلق جاتا ہے۔ جس کا علم نہیں ہوتا۔ اور اگر علم ہو تو پھر سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ مثلاً وہی شخص کسی مقام کا راستہ پوچھنے کے متعلق سوال کرے گا۔ جس کو اس مقام کا علم نہ ہوگا۔ اور اگر علم ہو گا تو پھر نہیں کرے گا۔ اسی طرح اور بھی جو سوال کئے جاتے ہیں۔ وہ لاعلمی کی وجہ سے ہی کئے جاتے ہیں۔ پس سوال اُسی وقت کیا جاتا ہے۔ جب علم نہ ہو۔ پھر خدا کے حضرت نوح کو یہ کہنے کے کیا معنی کہ فلا تسئلن مالیس لک بہ علم کہ جس کا تمھیں علم نہیں وہ سوال نہ کرو۔ اور پھر حضرت نوح کہتے ہیں کہ ربی انی اعوذ بک ان اسئلک مالیس لی بہ علم کہ اے میرے رب مجھے اس قسم کے سوال کرنے سے بچائیو۔ جن کا مجھے علم نہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو بظاہر خلاف عقل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خدا کی باتیں تو ایسی نہیں ہو سکتیں۔

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ سوال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ جو زیادتی علم کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسی بات جو معلوم نہ ہو۔ اور اس کے معلوم کرنے کی ضرورت اور حاجت ہو۔ یا اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ وہ دریافت کی جائے۔ ایسے سوالات کبھی ناجائز نہیں ہوتے۔ دوسرے بعض ایسے سوال ہوتے ہیں۔ جن کا انسان کے نفع اور فائدہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض اچنبہ اور تماشہ کے طور پر کئے جاتے ہیں۔ ان سے کوئی علم حاصل نہیں ہوتا۔ یا کچھ نہ کچھ علم تو حاصل ہوتا ہے لیکن دخل در معقولات ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ ایک ایسا شخص جو علم ڈاکٹری سے واقف نہیں۔ ایک ڈاکٹر سے پوچھے۔ کہ فلاں بیمار کو فلاں چیز کیوں استعمال کرائی گئی ہے۔ اگر وہ بتائیگا۔ تو اسے علم تو حاصل ہو جائیگا۔ لیکن یہ دخل در معقولات ہوگا۔ کیونکہ جب ایک ماہر فن کام کر رہا ہے۔ تو اس کا کیا حق ہے۔ کہ یہ دریافت کرے تو اس قسم کے سوال کرنے ناجائز ہوتے ہیں۔ خدا نے بھی ایسے ہی سوال کرنے سے روکا ہے۔ ان کے بیٹے کی قلبی کیفیت جس کی وجہ سے اس نے بچنا یا ہلاک ہونا تھا۔ اس کا تعلق خدا سے ہی تھا۔ اور وہی اس کو جانتا تھا۔ حضرت نوح کو اس کے معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ان کے لئے یہی کافی تھا۔ کہ جب وہ ہلاک ہونے لگا تھا۔ تو سمجھ لیتے۔ کہ خدا کے نزدیک یہ ہلاک ہونے کے قابل ہوگا جبھی ہلاک ہو رہا ہے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ یہ کہہ اُٹھے رب ان ابنی من اھلی۔ کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے۔ پھر وہ کیوں ہلاک ہو رہا ہے۔ اس قسم کا سوال کرنا چونکہ ان کے لئے جائز نہ تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے نہ صرف اس کے کرنے سے منع فرما دیا چنانچہ انھوں نے بھی آگے سے یہی کہا کہ مجھے ایسی توفیق ملے کہ میں ایسے سوالات نہ کروں۔ جن کا مجھ سے تعلق نہیں ہے۔ اور جو میری قدرت اور احاطہ سے باہر ہیں

کیا حضرت نوح علیہ السلام گنہگار تھے

بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اپنی پاکیزگی اور پرہیزگاری کا خیال نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ برائیوں اور بدکاریوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ خدا کے برگزیدوں اور پاکبازوں میں بھی وہی عیب دیکھنا چاہتے ہیں۔ جن میں وہ خود ملوث ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کو اپنے ساتھ ملا کر بداعمالیوں کے ارتکاب کو جائز قرار دے لیں۔ یا کم از کم ان سے بچنے یا باز رہنے کے متعلق اپنی معذوری ظاہر کر سکیں۔ ایسے ہی لوگوں نے انبیاء کو گنہگار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور آیت کے اس حصہ کو کہ والا تغفرلی و ترحمنی اکن من الخسرین۔ حضرت نوحؑ کے گناہ گار ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ یہ آیت کا وہ حصہ ہے جس سے انبیاء کے متعلق لفظ غفر کے استعمال کرنے کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے حضرت نوح کا گنہگار ہونا کیونکر ثابت ہوتا ہے دیکھو یہاں حضرت نوحؑ نے کوئی شریعت کا حکم توڑا نہیں۔ کہ جسے گناہ کہا جائے۔ بلکہ وہ اپنے ایک الہام کو نہیں سمجھ سکے۔ یہ بشری کمزوری۔ اور اجتہادی غلطی تھی نہ کہ شریعت کے کسی حکم کا توڑنا کہ یہ گناہ ہوتا۔ لیکن اس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اے میرے رب اگر تو اس میری اجتہادی غلطی کو ڈھانپ نہ دیگا۔ تو میں نقصان اُٹھاؤنگا۔ یہ انھوں نے کیوں کہا۔ اس لئے کہ اجتہادی غلطی کوئی گناہ تو نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ لوگوں کو اس سے ابتلاء آجاتا ہے۔ اور عوام الناس کو نبی کے ماننے میں۔ اس سے ٹھوکر لگتا ہے۔ اس لئے انھوں نے دعا کی کہ الٰہی اگر تو اپنے فضل سے ہی۔ میری اس غلطی کو ڈھانپ نہ دے۔ یعنی ایسے سامان نہ پیدا کر دیگا۔ کہ لوگوں کو اس سے ابتلا نہ آئے یا یہ کہ مجھ سے آئندہ کوئی ایسی غلطی نہ ہو۔ تو میں گھاٹا پانے والا ہو جاؤنگا۔ یعنی مجھے کامیابی نہ حاصل ہو سکیگی۔ اور لوگ اس وجہ سے حق کو قبول کرنے سے دور رہیں گے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اجتہادی غلطی اور بشری کمزوری کے متعلق بھی غفر کا لفظ آیا کرتا ہے اور انبیاء کے واسطے ایسے ہی موقع پر آتا ہے۔

خطبۂ جمعہ

اسلام کا درد کس کے دل میں ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ
فرمودہ ۳۰- نومبر ۱۹۱۶ء

حضور نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں جو خدا سے دوری کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ (۱) وہ لوگ کہ جنہیں ہدایت اور نور کی روشنی پہنچی ہی نہیں ہوتی۔ یا پہنچی تو ہوتی ہے۔ لیکن اُنھوں نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا ہوتا ہے جس کے باعث وہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ ایسے ہی وہ لوگ بھی کہ جن کے گھروں میں ہدایت اور نور کی روشنی نہیں گئی ہوتی۔ دُکھ میں ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے وہ لوگ جن کے دائیں بھی نور ہے۔ اور بائیں بھی۔ اوپر بھی نور ہو۔ اور نیچے بھی۔ آگے بھی نور ہو اور پیچھے بھی۔ لیکن اُنھوں نے نور کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دیا اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔ وہ پہلوں کی نسبت جن کو نور پہنچا ہی نہیں زیادہ دکھ اور مصیبت اور عذاب میں ہوتے ہیں۔

زیادہ قابل ملامت کون ہے

دیکھئے۔ ایک شخص ہے۔ جو پانی سے بہت دور ہے۔ وہ بھی پیاس کے باعث دکھ اُٹھائیگا لیکن وہ شخص جو چشمہ پر کھڑا ہے۔ بلکہ اس کی گردن پانی کے قریب جھک گئی ہے۔ اس کے ہونٹ پانی سے مس کرتے ہیں۔ لیکن وہ گھونٹ نہیں بھرتا۔ حالانکہ پیاس سے مرا جاتا ہے۔ پہلے کی نسبت زیادہ قابل عذاب اور لائق ملامت ہے۔

ایک ایسا پیاسا شخص جس کے پاس پانی کا پیالہ تو دھرا ہو۔ لیکن اس کو خیال ہو کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ وہ اس پانی کو نہ پیئے۔ اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کے باعث قابل ملامت ہوگا۔ لیکن ایک دوسرا شخص جس کو یقین ہو کہ اس پیالہ کا پانی خالص ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں اور اس کو پیاس بھی ستا رہی ہو۔ اور وہ اس کو اُٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ یا پیتا نہیں۔ تو پہلے کی نسبت زیادہ قابل ملامت ہے۔ یا مثلاً گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہو اور کوئی چور اس کی نگرانی میں رکھا گیا ہو۔ اور وہ چور بھیس بدل کر وہاں سے نکل بھاگے۔ تو اس عہدہ دار سے ضرور مواخذہ ہوگا۔ مگر ایک دوسرا عہدہ دار ہو اس کے سپرد بھی کوئی چور کیا گیا ہو۔ اور چور بغیر بھیس بدلنے کے وہاں سے نکل جائے۔ تو یہ افسر پہلے کی نسبت زیادہ زیر عتاب ہوگا۔

مسلمانوں اور غیر مذاہب میں فرق

یہی حال خدا کے حضور مسلمان کہلانے والوں اور غیر مذاہب کے لوگوں کا ہے۔ غیر مذاہب کے لوگ تو ایسے ہیں کہ ایک سورج چڑھا اور انھوں نے خیال کیا کہ اس سورج کا وجود ہمارے لئے مضر ہے۔ اس لئے وہ اپنے مکانوں میں گھس گئے۔ اور اپنے کواڑ اور کھڑکیاں بند کر لیں تا اس کی روشنی اندر نہ آ سکے۔ تاکہ ایسا نہ ہو جس سے ہماری نظر کو نقصان پہنچے۔ اُنھوں نے کافی سمجھا کہ ہمارے پاس جو دیئے ہیں۔ انہیں میں اپنا تیل ڈالیں گے۔ اور کام کرتے رہیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں نے غلطی کی۔ اور بےوجہ خیال کیا کہ سورج سے ہماری آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ اور ہمارے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جائیگی۔ اس غلطی کے باعث ضرور ان سے پوچھا جائیگا۔ لیکن مسلمانوں کی حالت ان کے برعکس ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے سورج کو چڑھا ہوا دیکھ کر چراغ اور بوسیدہ چراغوں کو گل کر دیا۔ اور سورج کے نیچے آ جمع ہوئے مگر اس روشنی سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بلکہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیا جس کے باعث ان کے کام کاج بند ہو گئے۔ گویا انہوں نے اسلام کے نور کو داخل نہ ہونے دیا۔ اس لئے یہ لوگ پہلوں کی نسبت زیادہ زیر عتاب ہیں۔

اسلام کے سوا باقی سب مذاہب میں ایسے لوگ ہیں جو دین کی باتوں سے۔ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ پر بھی ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ لوگ دنیاوی طور پر ترقی کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان ان کے مقابلہ میں ایسے نہیں۔ اس وجہ سے ان پر عذاب اور مصیبتیں آتی ہیں اور وہ دنیا میں ترقی کی بجائے تنزل کرتے ہیں۔ عیسائیوں میں بے شمار لوگ ایسے ہیں۔ جو عیسائیت سے لاگ ہیں۔ ہندوؤں میں ہزاروں ایسے ہیں۔ جو مذہب سے بالکل بے تعلق ہیں۔ وہ خدا کو نہیں مانتے۔ وہ نیچر کے پرستار ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نیچر ہی ہماری پیدائش کا ذریعہ ہے۔ اور ہم نیچر کے ذریعہ ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ لیکن دنیا کی کوئی راحت نہیں۔ جو ان کو حاصل نہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان نسبتاً زیادہ مذہب کے پابند ہیں۔ پھر بھی مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں

مسلمانوں پر مصائب آنے کی وجہ

اس کی وجہ سمجھتے ہو کیا ہے؟ یہی کہ وہ لوگ جن مذاہب کو چھوڑ رہے ہیں۔ وہ باطل تھے۔ ان میں اس وقت حق نہیں تھا۔ اس لئے اُنھوں نے ان مذاہب کو چھوڑ کر کوئی جرم نہیں کیا۔ بلکہ اُن کے لئے ترقی کا میدان کھل گیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے جس مذہب کو چھوڑا ہے۔ وہ باطل نہیں بلکہ حق ہے۔ اس لئے اُنھوں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ ان کو اس کی پاداش میں مبتلائے آلام کیا جاتا۔ غیر مذاہب کے لوگوں سے اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے عاقبت میں بازپرس ہوگی۔ مگر مسلمانوں کو یہاں بھی مواخذہ سے بری نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ اسی وجہ سے مصائب اور تکالیف کا شکار ہو رہے ہیں

یہی وجہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی گئی کہ خدایا ہمیں اُن لوگوں میں سے نہ بنانا۔ جو انعام یافتہ ہو کر پھر تیرے عتاب کے نیچے آئے اور تیرے دربار سے نکال دیئے گئے۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

آج مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ

پوشیدہ نہیں۔ ان کے لئے کوئی ترقی کا راستہ نہیں۔ گرے ہوئے ہیں۔ اور تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے ہاتھ پیر مارتے ہیں لیکن اور زیادہ لہروں کے نیچے دبے جا رہے ہیں۔ ان کی مثال دلدل میں پھنسے ہوئے انسان کی مانند ہے۔ جو نکلنے کے لئے جس قدر زور لگاتا ہے۔ اسی قدر دھنستا چلا جاتا ہے۔ اور آخر غرق ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ذلت اور رسوائی سے نکلنے کے لئے جو بھی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ان کے لئے اور زیادہ ذلت کا موجب بنتی ہے۔ وہ جس قدر زیادہ ہلاکت سے بچنے کے لئے زور لگاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ غرق ہوتے جاتے ہیں۔ یہی کہ ان کی کوشش غلط طریق پر ہے۔ دلدل سے بچنے کا ایک ہی طریق ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بیرونی مدد آئے۔ اور اس کے ذریعہ باہر نکلا جائے۔ یعنی دلدل میں پھنسے ہوئے انسان کو چاہئے۔ کہ باہر سے جو رسہ اس کے نکالنے کے لئے اس کی طرف پھینکا جائے۔ اسے پکڑے۔ اور اس کے ذریعہ باہر آ جائے۔ چونکہ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آنا تھا۔ اور ایسے خطرناک دلدل میں پھنسنا تھا۔ جس سے انہیں کوئی دنیاوی کوشش نہیں نکال سکتی تھی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اس وقت آسمان سے مسیح اترے گا جو ان ڈوبتوں کو بچائیگا۔

کیونکہ جب ایسی حالت ہو جایا کرتی ہے۔ تو صرف ایک ہی علاج کارگر ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کی طرف سے مدد آئے۔ اور خدا ڈوبتوں کے بچاؤ کے لئے آسمان سے رسی ڈالے۔ چونکہ انبیاء حبل اللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس وقت خدا نے دنیا کے بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔ مگر افسوس کہ جب خدا نے ان کے لئے یہ حبل اللہ اتاری تو بجائے اس کے کہ یہ لوگ اس کو پکڑتے۔ انہوں نے رسی کو کاٹنا شروع کر دیا۔

حبل اللہ کو کاٹنے کی کوشش

اس وقت جو مسلمانوں کی حالت ہے۔ وہ بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ مگر کیسی افسوسناک بات ہے کہ انہوں نے بجائے اس رسی کو پکڑنے کے جو ان کو بچانے کے لئے ڈالی گئی تھی چاہا کہ کاٹ ڈالیں۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ہلاک ہونگے۔ یہ بیمار تھے۔ خدا نے ان کے لئے طبیب بھیجا۔ مگر ان کی تمام تر کوشش اسی ایک امر پر آ رہی ہے۔ کہ اس طبیب کو ہلاک کر دیں۔ یہ اپنی بیماری اور اپنا ڈوبنا بھول گئے۔ اس طبیب کی تباہی اور اس حبل اللہ کے کاٹنے کے درپے ہو گئے۔

اس کے کٹ جانے پر کس کو خوشی ہوگی۔ کیا اسلام کو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسلام کے دشمنوں کو خوشی ہوگی۔ لیکن کیا یہ حبل اللہ کٹ جائیگا۔ ہرگز نہیں اس کے کاٹنے والے ہی کٹ جائیں گے۔ ان کی کوششوں کا وہی نتیجہ ہوگا۔ جو ہمیشہ حق کی مخالفت کرنے والوں کی کوششوں کا ہوتا آیا ہے۔ کیونکہ اس کی محافظ کوئی کمزور ہستی نہیں۔ بلکہ خدا تعالٰے ہے جس نے اس کو اپنی مخلوق کی نجات کے لئے بھیجا ہے۔ پس یہ لوگ اس حبل اللہ کا مقابلہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور اسلام کا نقصان کر رہے ہیں۔

حفاظت اسلام کا کام کون کر رہا ہے

اگر عقل سے کام لیتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اسلام کے بچانے کے لئے کونسی جماعت ہے۔ کیا وہ مولوی جو حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کے حملہ کرنے اور گالیاں دینے کو ہی اپنی زندگی کا بڑا مقصد سمجھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسلام مرے یا جئے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ اسلام کی خاطر ان کی کوشش نہیں ہوتی۔ بلکہ جب کبھی اسلام کی حفاظت اور اسلام کی طرف سے مقابلہ کرنے کا سوال پیدا ہو تو کہا جاتا ہے کہ کسی مرزائی کو بلاؤ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب جن کو وہ نعوذ باللہ دجال کہتے ہیں۔ انہی کے خدام کو ایسے وقت میں بلایا جاتا ہے۔ وہ ذرا غور تو کریں۔ کہ کیا مرزا صاحب نے دجال ہو کر ایسے انسان پیدا کر دیئے ہیں۔ جو اسلام کی طرف سے ہر دشمن کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اگر ایسے ہی دجال ہوتے ہیں۔ تو۔ میں تو کہتا ہوں کہ خدا کرے بہت سے ایسے دجال ہوں۔ تاکہ اسلام کی حفاظت ہو۔ یہ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جب کبھی حفاظت اسلام کا سوال پیدا ہوتا ہے تو لوگوں کی ان کفرباز مولویوں کی بجائے۔ احمدی جماعت پر ہی نظر پڑتی ہے۔ چنانچہ میرے پاس آج ہی ایک خط آیا ہے۔ اور وہ ایسے علاقہ سے آیا ہے۔ جہاں اردو نہیں بولی جاتی۔ خط انگریزی میں ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ کی طرف سے۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک جماعت مقرر ہے۔ اور آپ کے آدمی دور دراز ملکوں میں جا کر تبلیغ کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ جاوا کے علاقہ میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ ان کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ لوگ نماز روزہ سے بالکل غافل ہیں۔ بتوں کے آگے سجدے کرتے ہیں۔ ان کے نکاح بجائے مولویوں کے پنڈت پڑھاتے ہیں۔ اس لئے آپ ان لوگوں کی طرف توجہ کریں۔ اور انہیں اسلام سکھائیں۔ پھر گورنمنٹ کی رپورٹ میں جو کچھ رائے لکھی گئی ہے۔ اس کو لکھا ہے۔ کہ اگر ان مسلمانوں کی یہی حالت رہی۔ تو یہ ہندوؤں میں مل جائیں گے۔ خط کے اخیر میں لکھا ہے کہ آپ خدا کے لئے ادھر توجہ فرمائیں اور ان لوگوں کو جو اسلام سے بالکل دور ہو چکے ہیں اسلام سے واقف کریں۔ مجھے آپ کی جماعت کے سوا۔ اور کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آئی۔ جس کے دل میں اسلام کا درد اور محبت ہو۔ اس لئے میں آپ کو ہی متوجہ کرتا ہوں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ کیا وہاں مولوی نہیں ہیں۔ پھر کیا دنیا میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ اس خط کے لکھنے والے نے ان مولویوں اور مسلمانوں سے مایوس ہو کر ہمیں لکھا ہے۔ کہ تم ادھر توجہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ عقلمند اور سمجھدار لوگ خوب جانتے ہیں کہ اسلام کی حفاظت اور تبلیغ خدا کے فضل سے ہمیں لوگ کر سکتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ جن کو ان کے مولوی ایک دجال کے ماننے والے کہتے ہیں۔ دیکھئے ابھی مولوی صاحبان قادیان میں آئے

تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے خلاف جس قدر ان سے ہوسکا زور لگا کر چلے گئے ہیں۔ تا ہر بھی جہاں تک ان سے ہوسکتا ہے۔ ہمارے سلسلہ کے خلاف زور لگاتے رہتے ہیں۔ اسلام کی حفاظت کے لئے کیا کرتے ہیں چالیس کروڑ مسلمانوں کی تعداد بتلائی جاتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں احمدیوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ گویا کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ وہ ہم سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ لیکن تبلیغ دین اور حفاظت اسلام کے متعلق ان تمام مسلمانوں اور ہماری جماعت کی کوششوں کا مقابلہ کرکے دیکھ لیا جائے۔ کہ کیا نسبت ہے۔ وہ باوجود اس قدر زیادہ ہونے کے دین کی خاطر کیا کر رہے ہیں۔ اور ہم باوجود اس قلیل ہونے کے کس کام میں مصروف ہیں۔

اگر ان کے بڑے بڑے امیروں۔ اور تاجروں کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ انھوں نے اور کاموں کے لئے خواہ کتنا ہی خرچ کیا ہو مگر اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے شاید ہی کوئی رقم تمھیں ان کے اخراجات میں نظر آئیگی۔ مگر ان کے مقابلہ میں ایک غریب سے غریب احمدی کو بھی دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس غریب نے اپنے ماتھے کے پسینہ کی کمائی سے بھی ایک حصہ اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے خرچ کیا ہوگا۔

اسلام کی محبت کس کو ہے

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام ہمارا ہے اور ان کا دعوے ہے کہ اسلام ہمارا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب اسلام پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو کون ہے۔ جس کے دل کو تکلیف ہوتی۔ اور جس کا قلب درد محسوس کرتا۔ اور اپنی جان تک اس راہ میں لٹا دیتا ہے۔ اسی ایک معیار سے ہمارا اور ان کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اور پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اسلام سے تعلق ان کا ہے یا ہمارا۔

جس طرح حضرت سلیمان نے ایک جھگڑے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی طرح ہمارے اور ان کے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ دو عورتیں تھیں جن میں سے ایک کے بچہ کو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ اور دوسری کا بچ گیا تھا۔ جس کے بچہ کو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ اس نے دوسری سے کہا کہ میرا بچہ تو زندہ ہے۔ تیرے بچہ کو بھیڑیا کھا گیا ہے اس پر دونوں میں جھگڑا شروع ہوا۔ قاضیوں کے پاس مقدمہ گیا۔ مگر وہ کچھ فیصلہ نہ کر سکے۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ میں اس کا فیصلہ فوراً کئے دیتا ہوں۔ ایک چھری لاؤ۔ آدھا آدھا دونوں کو کاٹ کر دیدونگا۔ یہ سُنکر ایک عورت نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ اسی کو بچہ دے دیں۔ مگر دوسری خاموش رہی حضرت سلیمان نے کہا کہ یہ اسی عورت کا بچہ ہے۔ جو کہتی ہے کہ دوسری کو دیدیں۔ کیونکہ اس کو درد پیدا ہوا ہے اور اس نے سمجھا ہے۔ اگر بچہ کٹ جائیگا۔ تو میرا کٹیگا اس کا تو پہلے ہی مر چکا ہے۔ لیکن اگر وہ لے لیگی تو زندہ تو رہیگا۔ اس پر اسے بچہ دیدیا گیا۔ اسی طرح کا ہمارا اور ان کا جھگڑا ہے۔ وہ بھی اسلام کا دعوے کرتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا ہے۔ اب فیصلہ کرنے والی بات یہ ہے کہ دیکھا جائے۔ کہ کون ہے وہ جو اس وقت جبکہ اسلام کو مٹانے کے لئے دنیا بڑھتی ہے اپنی گردن آگے رکھ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ پہلے میرے سر کو دھڑ سے الگ کر دو پھر اسلام پر حملہ کرنا۔ اور کون ہے وہ جس کو خبر تک بھی نہیں ہوتی صاف بات ہے۔ ہمارے فریق مقابل کے بڑی بڑی سیٹھوں اور امیروں کو دیکھو۔ ان کے مولویوں اور گدی نشینوں کو دیکھو۔ ان کے صوفیوں اور پیروں کو دیکھو کہ اسلام کی راہ میں کیا خرچ کر رہے ہیں۔ اور پھر اس کے مقابلہ میں ہماری جماعت کے غریب سے غریب لوگوں کو دیکھو۔ اور ان کی طرف نظر کرو جنہیں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانے کو بھی میسر نہیں۔ کہ دین کے راستہ میں کس خوشی اور محبت سے جو کچھ بھی ان سے ہوسکتا ہے۔ دینے سے دریغ نہیں کرتے

اگر ان مسلمان کہلانے والوں کو بھی اسلام سے کچھ تعلق ہوتا۔ تو کیوں ان کو اسلام کی ایسی حالت دیکھ کر جوش نہ ہوتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ان کی حالت اس شخص کی مانند ہو گئی ہے۔ جو جانتا ہے۔ کہ پانی موجود ہے اور اس میں تریاق ملا ہوا ہے۔ لیکن وہ اسکو پیتا نہیں۔ کیونکہ اس کی شامت اعمال حائل ہو گئی ہے۔ پس یہ زیادہ عتاب کے نیچے ہیں۔ انھوں نے خدا سے منہ پھیر لیا۔ خدا نے ان سے اسلام کی خدمت کی توفیق ہی چھین لی۔ جو شخص خدا کے پسندیدہ اور اس کے مامور انسان کی پروا نہیں کرتا۔ خدا کو اس کی پروا نہیں۔ اس لئے ان کو خدمت اسلام کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ سوچنے والے سوچیں اس میں ہمارے سلسلہ کی حقانیت کا کتنا بہت بڑا ثبوت ہے۔

یہ لوگ ہمارا نام و نشان مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر ہمیں ان سے ہمدردی ہے۔ اور ہم ان کے لئے دعا ہی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

یہ لوگ آخر قرآن اسلام اور آنحضرت صلعم کی محبت کا دعوے کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدایا ان کی آنکھیں کھول۔ تا اس سورج کو دیکھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ جو تو نے انہی کے فائدہ کے لئے چڑھایا ہے۔ اور اس حبل کو تھام لیں جو تو نے ڈوبتوں کو غرق ہونے سے بچانے کیلئے بھیجا ہے

صوبہ بہار اور تیرے احمدی

(ایک بہاری کے قلم سے)

او خوش قسمت بہار! تیری سرزمین پر بھی خدا نے ابر رحمت برسایا۔ جو برسا اور کھل کر برسا۔ میں نے مانا کہ تیری زمین تمام زمینوں کی طرح خشک تھی۔ لیکن پھر بھی اس نے اس رحمانی بارش کا اثر قبول کیا۔ اور چھوٹے چھوٹے پودے تیری سرزمین پر پیدا ہو گئے۔ ان پودوں کا نگہبان وہی ہے۔ جس نے چاہا کہ تجھ پر سبزی اور شادابی ہو۔ پس او بہار! دلگیر نہ ہو۔ اور رنج نہ کر اور فکر میں نہ ڈوب۔ ظالمو! تم کہاں تک ان چھوٹے چھوٹے پودوں کو روندو گے کس حد تک اس کے باغبان کے دل کو مسلوگے ٭
کچھ تو خوف خدا کرو یارو ٭ کچھ تو حق کے لئے بھی فرماؤ

تم یاد رکھو۔ اور کان دھر کے سُن لو کہ یہ خدا کی مشیت ہے جو اٹل ہے۔ تمہارے بگاڑے کبھی نہ بگڑے گا۔ یہ باغ لہلہائیگا۔ اور تمہیں دیران ہونگے۔ یہ شاداں ہوں گے اور تم پشیان ہوگے۔ یہ پھلے اور پھولے گا اور تم حیران ہوگے
اسلام آہ اس کی دردناک حالت تم لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ تم سمجھتے ہو۔ اور خوب سمجھتے ہو۔ لیکن اے تعصب تیرا بُرا ہو کہ اس کی بدولت تم جان کر انجان بنے ہو۔ اور خیالی محل کو دل میں جگہ دیتے ہو۔ ایسی حالت میں اُس خدا کے پیارے مسیح اُس رسول کریم صلعم کے "وہ بنی" اور دنیا کے مبارک مہدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی پکار پر اس کے ہشیار کرنے پر اس کے بیدار کرنے پر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ہائے یہ تمہاری غفلت نہیں۔ تو اور کیا۔ یہ نادانی نہیں تو اور کیا۔ اور یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا۔ لیکن اے وہ دوستو جنہوں نے مسیح کی آواز پر لبیک کہا۔ مبارک ہو کہ تم نے مسیح موعود کی آواز پر ہی لبیک نہیں کہا۔ بلکہ اس مسیح کے رسول محمد مصطفےٰ صلعم کی آواز پر لبیک کہا اور خدا کی آواز پہ کان دھرا۔ تم نے چاہا کہ اسلام پر سے گرد ہٹا کر اس کے درخشندہ چہرہ کو دنیا پر کھول دیں۔ تم نے چاہا کہ اسلام کی اصلی اور حقیقی روشنی کو دنیا میں پھیلادیں۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ اور تم نے چاہا کہ سلامتی امن چین سُکھ اور شانتی کی اصلی حقیقت دنیا پر ظاہر کردیں۔ مبارک ہو کہ تمہاری خواہش مبارک ہے۔ اور وہ مبارکی کے ساتھ پوری ہورہی ہے۔ اور ہوگی۔ مسیح کا ڈنکا دنیا میں بج رہا ہے اور بجیگا۔ دنیا مائل ہورہی ہے۔ اور قریب ہے کہ دنیا اُسے قبول کرلے۔ اندھے نہ دیکھیں یہ اُن کا قصور ہے نہ اُس چیز کا جو کہ موجود ہے۔ بہرے نہ سنیں یہ اُن کا قصور ہے۔ نہ کہ آواز کا گونگے نہ بولیں یہ اُن کا قصور ہے۔ نہ کہ نطق کا۔ بس یہ خود قصوروار ہیں۔ یہ اپنے دلوں میں ٹٹول لیں اگر یہ نہ مانیں گے۔ تو خدا منوائیگا "دنیا میں ایک بنی آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا"

یہ خدا کی آواز ہے۔ جو آسمان پر گونجی۔ فرشتے سربسجود ہوگئے۔ سننے والے نے سُن لیا۔ اور دُنیا میں مشتہر کردیا پس اے مسیح کے طلبگارو اور مصطفےٰ کے جان نثارو خوش ہو جاؤ کہ تم قبول کرلئے گئے۔ لیکن تمہاری خوشی تمہیں خود غرضی کا سبق نہ دے۔ دنیا کی چند روزہ خوشی کو دوسروں کی مصیبت پر قربان کردو۔ بنی آدم اعضاء یکدیگر اند۔ تمہاری خوشی اسی میں ہے کہ تم اپنے دوستوں کو بھی خوش دیکھو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دوست تمہاری نیک باتیں تبلانے پر تمکو گالیاں دیتے ہیں۔ تمہاری نماز پڑھنے میں بارج ہوتے ہیں۔ تمہاری نیکیوں میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ تمہیں ہر صورت سے اذیت دینے میں خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ باتیں تمہارے لئے اور بھی محبت کا باعث ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اول اول وحشی کو رام کرنے میں کس قدر تکالیف کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن جب وحشی کی حالت تبدیل ہوجاتی ہے۔ تو وہ تم سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنی حالت سمجھ لو۔ یہ تمام باتیں تمہاری راہ میں حائل ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تمہارے لئے روک بن سکتی ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ تم ان کی حالت پر رحم کرو۔ اگر یہ زیادتی کرتے ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک برتو۔ خود رام ہوجائیں گے۔ اور دام محبت میں گرفتار ہوکر غلام ہوجائیں گے۔ اس وقت میں اپنے بہار کے احمدی دوستوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔ اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتاؤ تم نے آجتک کونسا کام کیا۔ تم نے کس فرض کو ادا کیا۔ تمہاری کیا کیا قربانیاں ہوئیں۔ تم نے کس کس کو رام کیا۔ سوچو اور پھر سوچو۔ آہ! میں بھی ایک تم میں سے ہی ہوں۔ اور میں بھی اس مسئلہ پر سوچتا ہوں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور شرمندگی سے آنکھ نہیں اُٹھتی۔ یہ کیوں؟ بس اسی وجہ سے کہ ہم لوگوں نے حقیقت میں وہ کام نہ کیا جو کہ ہمارے سپرد ہوا تھا۔ پھر ہم کیا جواب دیں اور کیا کہیں۔ لیکن نہیں ایک جواب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہماری عقل نے اب تک جو کچھ ہماری رہبری کی اور جس طرح بتلایا اسی طرح کیا۔ اب ہم اپنے سردار کی عقل کی مطابق کام شروع کرتے ہیں اور تھوڑے ہی دنوں میں بتادیں گے۔ دکھا دیں گے اور سنادیں گے کہ کیا کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں خدا کے فضل سے ایسے ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے کیا دینی اور کیا دنیاوی علوم کو عبور کیا۔ اور بہار کے لئے مایہ ناز ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم میں اچھے سے اچھے لیکچرار بھی ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ہم میں اہل قلم کے سردار بھی ہیں پھر جب ایسا ہے۔ اور ضرور ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم بہار کے تمام احمدی اپنے سردار اپنے خلیفہ اور اپنے آقا و نامدار کی آواز پر یک زبان ہوکر یکدل ہوکر اور یک جان ہوکر لبیک کہنے کے لئے طیار ہوجائیں۔ بلکہ کچھ کرکے دکھائیں

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سالانہ اجلاس

جو ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء بعد دوپہر سے ۲۹ دسمبر ۱۹۱۷ء قبل دوپہر تک

قادیان دارالامان میں ہوگا

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز قادیان دارالامان میں جو سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ اس میں کم و بیش دو ہفتہ باقی ہیں یہ اجتماع اور اجلاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اذن اور ہدایت سے سالانہ مقرر کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہر سال پہلے سے بڑھ کر شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ یہ اجتماع دنیا کے دوسرے جلسوں اور اجتماعوں سے بالکل الگ ہے۔ اس لئے کہ اس کی غرض و غایت مادی اور سفلی اغراض سے بالا تر ہے۔ اس کا ایک ہی مقصد وحید ہے کہ "لوگ دین کو دنیا پر مقدم کریں" اور عبد اور معبود میں جو حقیقی رشتہ ہے اسی شناخت کریں۔ یہ جذبہ اور یہ روح خدا تعالےٰ کے تائیدی نشانات کے مشاہدہ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان میں شعائر اللہ کے دیکھنے کا بہت بڑا موقع ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مخالفین نے ہر چند زور لگایا کہ لوگ قادیان میں نہ جاویں۔ مگر خدا

کے ارادوں پر کون غالب آسکتا ہے۔ یہ اجتماع بڑھتا ہی گیا۔ جہاں پہلے صرف کئی سو آدمی آتے تھے اب کئی سو آدمی آنے والوں کی مہمانداری اور انتظام رہائش و آسائش کے لئے مطلوب ہوتے ہیں۔ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جبکہ خدا تعالیٰ نے سلسلہ کی ہدایت و رہنمائی کا کام حضرت اولوالعزم میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی کے سپرد فرمایا۔ تو مخالفت کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق کچھ لوگ اپنوں میں سے دشمن ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے چاہا کہ اس نور کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر گذشتہ تین سال کے جلسوں نے بتا دیا ہے۔ کہ اس صداقت کے لئے یہ لازمی پڑا ہوا ہے کہ جس قدر مخالفت ہو اسی قدر شان اور شوکت کے ساتھ وہ ظاہر ہو جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اندر اور باہر سے مخالفت کا ایک جوش۔ اور لہر پیدا ہو گئی تھی اس وقت بھی اسی رنگ میں مخالفت کے گروہ میں ایک خاص جوش اور ہیجان پایا جاتا ہے۔ اور یقیناً یہ کسی آئندہ عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ ہے۔ یہاں تک کہ قادیان کے ان معدودے چند لوگوں کو بھی جو احمدی نہیں ہیں جوش دلایا گیا۔ اور ابھی ابھی مخالف ملانوں کی ایک جماعت نے قادیان میں ایک جلسہ کیا۔ اسی طرح جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان کے آریوں میں ایک جوش پیدا ہوا تھا۔ اور انھوں نے ایک جلسہ کیا تھا۔

احمدی جماعت (جس نے ہر مخالفت کے موقع پر اپنے عمل سے دکھایا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے آمادہ ہے) کو اس وقت ان فضلوں کے لینے کے لئے پہلے سے زیادہ جوش۔ اور صدق و اخلاص سے قدم اٹھانا چاہئے اور اس سالانہ جلسہ پر دکھا دینا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جس سلسلہ کو قائم کیا ہے وہ ان مخالفتوں سے اور بھی عزت اور قبولیت پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس کا نام اولوالعزم رکھا ہے ضروری ہو کہ اس کی بہت بڑی مخالفت ہو۔ تا اس کی اولوالعزمی کا ایک بین نشان ظاہر ہو۔ یہ سب کچھ ہوگا لیکن مبارک ہونگے وہ لوگ۔ جو ان کامیابیوں کا ذریعہ ہونگے

اس وقت جبکہ ہر طبقہ اور ہر حصہ سوسائٹی میں مخالفت عام ہو رہی ہو۔ تعلیمیافتہ اور سیاسی طبقہ میں سیاسی رنگ میں صوفیوں میں اپنے طرز پر۔ اور مولوی تو ابتدا سے ہی مخالف چلے آتے ہیں۔ ضرورت ہو اس امر کی کہ احمدی جماعت کے افراد اپنے فرض اور کام کو شناخت کریں۔ یہی وقت ہے کہ سلسلہ ایک عظمت اور قوت کے ساتھ فتح حاصل کرے گا۔ کیونکہ جب طبیعتوں میں ہیجان اور جوش ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ضرور پیدا ہو جائیں گے۔ جو حق اور صداقت کے قبول کرنے کے واسطے تیار ہونگے۔ ایسے قلوب کی تسخیر کے لئے ہر احمدی کا فرض ہو کہ وہ اپنے عمل اور علم سے ان صداقتوں کا مبلغ ہو۔ جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعود لیکر آیا ہے۔ یہ علم اور یہ قوت انھیں خدا کے فضل سے قادیان میں ملیگی۔ جبکہ وہ سلسلہ احمدیہ کے علماء و فضلاء سے سلسلہ کی صداقت کے دلائل سنیں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے منھ سے وہ نور اور معرفت کی باتیں سنینگے۔ جو تزکیہ نفس اور تہذیب قلوب کے لئے اکسیر ہیں۔

علاوہ ازیں قادیان میں بار بار آنا۔ اور اس موقعہ سالانہ جلسہ پر خصوصیت سے آنا ایک خاص قوت تبدیلی اور اصلاح نفس کی پیدا کرتا ہے۔ انسان ان برکات کا حصہ دار ہوتا ہے۔ جو اجتماع سے مخصوص ہیں۔ پس ہر احمدی کو جہاں کہیں وہ ہے۔ اور جس حال میں ہو۔ اس جلسہ پر آنا چاہئے۔ اور اپنے ساتھ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں۔ دوستوں اور واقفوں کو بھی لانا چاہئے۔ تاکہ وہ معلوم کریں کہ جو کچھ وہ غیر احمدی علماء سے ہمارے خلاف الزامات سنتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟

ایسا ہی ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو بھی لانا چاہئے جو شامت اعمال سے کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر الگ ہو چکے ہیں۔

خوب یاد رکھو کہ جب تک انسان کی معرفت اور علم وسیع نہیں ہوتا۔ اس کی عملی قوتیں مردہ ہو جاتی ہیں اور اسی لئے قرآن مجید نے کونوا مع الصادقین کی ہدایت فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں بار بار آنا ضروری قرار دیا۔ پس اس موقع کو ہرگز ہاتھ سے نہ دیا جاوے۔ اور کوئی عذر اور کوئی روک تمہارے لئے روک نہ ہو۔ اس لئے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ کون جانتا ہے کہ اسے اگلے سال تک زندہ رہنے کا موقعہ ملیگا۔ ع

دریاب گر عاقلی بشتاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

دوستو! اب سستی کا موقع نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ مستعدی اور چستی سے کام کرنے کے دن ہیں۔

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا عظیم الشان فرائض اور ذمہ واریوں کو تم پر عائد کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے توفیق اور مدد چاہو کہ وہ تمھیں ان کے پورا کرنے کا موقعہ دے (غرض اس جلسہ پر ہر احمدی کو آنا چاہئے۔ اور اپنی آئندہ نسلوں میں احمدیت کی روح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے بچوں اور بیویوں کو بھی ساتھ لائیں۔

مستورات کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی بھی دو تقریریں ہونگی

۲۴ - دسمبر کی شام تک تمام دوستوں کو۔ اور ۲۵ - دسمبر ۱۷ء کی صبح کو ملازمت پیشہ احباب کو آ جانا چاہئے۔ احمدی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کا فرض ہو کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں جلسہ کی شمولیت کے لئے پورے زور سے تحریک کریں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ آپ اس جلسہ میں شامل ہوں اور اس کے فیوض سے بہرہ وافر حاصل کریں آمین

خاکسار محمد اسحاق (مولوی فاضل)
قائم مقام سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

خط و کتابت کے وقت چٹ کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ہنگامہ یورپ

محاذ فرانس

توپخانہ کی لڑائی لندن - ۴ - دسمبر - سر ڈگلس ہیگ کا آج شب کا اعلان مظہر ہے کہ ہمارے توپخانہ نے گوزاکورٹ کے مشرق اور موونز کے قرب و جوار میں غنیم کے اجتماعات کو منتشر کر دیا

کسی قدر پسپائی لنڈن ۴ - دسمبر ریوٹر کا نامہ نگار برطانی صدر مقام سے آج حسب ذیل تار دیتا ہے - کل کی زبردست کوشش کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ لاروکاری جرمنوں کے قبضہ میں آگیا ہے - اور ہم نے ایک میں کے محاذ پر اپنے خط مدافعت کو پیچھے کر لیا ہے - ماسیئرز کے مغرب و جنوب و مغرب میں ہم تھوڑا سا پیچھے ہٹتے ہیں - بس یہی وہ عملی نتائج ہیں - جو جرمنوں نے اس قدر گراں قیمت ادا کرنے کے بعد حاصل کئے ہیں -

غنیم کی فوجوں کی آمد لندن - ۴ - دسمبر ریوٹر کا نامہ نگار برطانی صدر مقام سے حسب ذیل تار روانہ کرتا ہے - کل کی کوشش کے لئے جرمنوں نے بڑی زبردست طیاریاں کیں - مشرقی محاذ سے گاڑیوں کی گاڑیاں فوجوں سے بھری ہوئی پہنچگئیں - موسم نہایت اچھا تھا - ہمارے توپچیوں اور بندوقچیوں نے خوب ہی نشانے مارے - اس حملہ میں کم از کم بارہ ڈویژن شامل ہونگے - ہماری باموقع باتریوں نے جرمنوں کے ٹکڑے اڑا دیئے مگر مرکونگ کے جنوب میں وہ ہمارے خط مدافعت پر قابض ہو گئے جہاں شاندار جوش انگیز حملوں نے ان کو ریلے کی طرح پیچھے دھکیل دیا - ہوا بازوں نے بھی شاندار کام کیا -

روس

صلح کے متعلق کارروائی لنڈن - ۶ - دسمبر - ایک روسکی سرکاری پیغام ناقل ہے - وقتی صلح کی مجلس کا افتتاح ۵ - دسمبر کو جرمنی - آسٹریا ہنگری - ٹرکی - اور بلغاریہ کے فوجی نمائندوں کے ساتھ ہوا - ہمارے وکلا نے جواب دیا کہ اس مسئلہ کو تو ارباب سیاست ہی حل کر سکیں گے - ہم سپاہی ہیں اور ہمیں صرف ہنگامی صلح کے متعلق نامہ و پیام کرنے کا اختیار حاصل ہے ہم کا ونٹ زرنن - اور بیرن کول مین کے اعلان پر اور کچھ مستزاد نہیں کر سکتے - غنیم کے وکلاء کو اس طرح پہلو بچاتے دیکھ کر ہمارے وکلاء نے یہ تجویز پیش کی کہ فوراً ہی تمام متحاربین - اور نیز دول کو - جو اس مجلس میں شرکت نہیں کر سکیں - عام صلح ہنگامی کی تجویز بھیجدی جائے - دشمن کے وکلا نے پھر پہلو تہی کرتے ہوئے جواب دیا کہ ہم کو یہ اختیارات حاصل نہیں ہیں - اس پر ہم نے کہا کہ آپ لوگ اپنی اپنی حکومتوں سے یہ اختیار حاصل کریں - یہ تجویز منظور کر لی گئی - لیکن جواب ابھی تک نہیں بتایا گیا - ہم نے یہ تجویز پیش کی تھی - کہ تمام محاذات پر ہنگامی صلح کا عملدرآمد شروع ہو جائے - اس میں یہ انتظام بھی شامل تھا کہ روسی محاذ سے ہمارے حلیفوں کے محاذات کی طرف غنیم اپنی فوجیں روانہ نہ کرے - نیز جزائر مون سے جرمن رخصت ہو جائیں - غنیم کے وکلا کی یہ تجویز تھی کہ بحیرہ بالٹک سے لے کر بحیرہ اسود تک صلح ہنگامی ہو جائے ہمارے مبصر اس تجویز پر غور کر رہے ہیں - نامہ و پیام کا سلسلہ کل تک ملتوی ہو گیا ہے -

دشمن نے ہماری تجویز صلح ہنگامی کو مسترد کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ اس قسم کے مطالبات صرف اس ملک سے کئے جا سکتے ہیں - جو شکست خوردہ ہو - ہمارے وکلاء نے جواب دیا کہ ہم تو ایک عام جمہوری صلح کو مد نظر رکھ کر یہ درخواست کر رہے ہیں - جو جماعت سوونیٹ (انتہا پسندوں کا ایک طبقہ) کی حامی روس کانگرس کا قرار داده نصب العین ہے - اس پر دشمن نے پھر ٹال مٹول کرتے ہوئے جواب دیا کہ ہم کو صرف یہ اختیار حاصل ہے - کہ روسیوں کے ساتھ ہی نامہ و پیام کریں - اس لئے کہ روسیوں کے حلیف تو یہاں موجود ہی نہیں - ہم نے جواب دیا کہ ہم تو تمام جنگ آزما فریقوں کو ایک عام صلح کے متعلق نامہ و پیام کرنے کے لئے ایک مرکز پر لانے کے خواہشمند ہیں جرمن اس بات پر راضی ہو گئے کہ ہنگامی صلح کی مدت اٹھائیس دن تک بڑھا دی جائے - اور تاریخ آغاز صلح ہنگامی ۱۰ - دسمبر ہو - ہم نے درخواست کی کہ آئندہ اجتماع روسی علاقہ میں ہو - اور نامہ و پیام میں سات دن کا وقفہ ہو تاکہ ہمارے وکلاء پیٹرو گراڈ کو واپس جا سکیں - شروع میں ہی ہم نے اس بات پر زور دیا کہ ہر اجلاس کی کارروائی جو روسی اور جرمن زبانوں میں ہو رہی ہے - بالتفصیل شائع کر دیجائے -

مقاصد صلح کی تفصیل بیان کی

دیو کھان کی ہلاکت لندن - ۶ - دسمبر پیٹرو گراڈ کو ڈیلی میل کو ایک تار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیو کھان ایک گاڑی میں جو پیٹرو گراڈ کو روانہ ہونے والی تھی سوار ہو رہا تھا کہ ملاحوں کی ایک جماعت نے اسے گھیر لیا - اور جان سے مار ڈالا -

جرنیل کرنیلاف کا فرار جرنیل کرنیلاف کے فرار ہونے کا واقعہ حسب ذیل ہے - ایک افسر جنرل سٹاف کی وردی پہنے ہوئے بائخاف پہنچا - اور جرنیل کرنیلاف اور دوسرے قیدیوں کی رہائی کا ایک حکم پیش کیا - قید خانہ کے گورنر کو اگرچہ شک ہوا - لیکن ان قفقازیوں کے تخویف آمیز رویہ کو دیکھ کر جو اس وقت موجود تھے اس نے حکم کا امتثال کیا - چنانچہ جرنیل کرنیلاف رہا کر دیا گیا - اور معاً اس نے قفقازیوں کی کمان لے لی جنہوں نے دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا اس کے بعد جرنیل کرنیلاف اپنے دستہ کو لے کر بغیر شہری رخصت ہو گیا - اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اب تربالین میں پہنچ گیا ہے -

اطالیہ

لندن ۶ - دسمبر ایک سرکاری اطالوی اطلاع مظہر ہے کہ غنیم نے سلسنے کے حملہ کی ناکامی کے بعد عقب سے حملہ کرنے کی کوشش کی اس کے ساتھ بیشمار فوج تھی اور ملٹیا کے مضبوط و مستحکم مقام پر حملہ تھا ہم نے نہایت سختی سے مقابلہ کیا برابر جوابی حملے ہوتے رہے اور جس وقت امدادی فوجوں نے عقب کے خط مدافعت کو تقویت دی تو ہم نے اس زمین کو خالی کر دیا - وادی برنٹا کے بالائی حصہ میں ایک زبردست کوشش کو ناکام کر دیا -

امریکہ کا آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ لنڈن ۵ - دسمبر واشنگٹن - کانگرس کا ایک متفقہ رزولیوشن دار الوکلا میں پیش کیا گیا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے - کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور آسٹریا ہنگری کے درمیان کل دوپہر سے حالت جنگ رونما ہے -

انگلستان پر ہوائی تاخت - لنڈن ۶ - دسمبر سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دشمن کے ۲۵ ہوائی جہازوں نے علی الصباح انگلستان پر ہوائی حملہ کیا -

باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر (دہم ۵۰) ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا